اردو

أحاديث شهر الله المحرم

تالیف

-حفظہ اللہ-

فضیلہ الشیخ/ عبداللہ بن صالح الفوزان

ترجمہ:

ممتاز عالم نسیم أحمد نوری

نظرثانی:

عبدالسلام صلاح الدین مدنی

عرض ناشر

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وبعد۔

زیر نظر کتابچہ فضیلة الشیخ عبد الله صالح الفوزان حفظہ اللہ کی کتاب "احادیث شهر الله المحرم" کا اردو ترجمہ ہے، جو اس سے پہلے " أحاديث عشر ذي الحجة و أيام تشريق " کے ترجمہ کے ساتھ بھی شائع کی جاچکی ہے۔ سال نو کی آمد اور ماہ محرم کی ابتداء کے پیش نظر جمعية الدعوة والإرشاد و توعية الجاليات بصبيح کی جانب سے حسب سابق مسابقہ کے انعقاد کی مناسبت سے ایک بار پھر اسے نشر کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے، تاکہ یہ کتاب مسابقہ میں شریک ء لوم شریعت سے شغف رکھنے والے احباب کے لئے مذکرہ کے طور پر پیش کی جاسکے اور اس ماہ میں عوام الناس بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

اس کتاب کی تیاری اور نشر میں حصہ لینے والے تمام عزیزوں کو اللہ تعالی بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اسے لوگوں کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین

وصلى الله وسلم على نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين۔

دنوں اور سالوں کے گذرنے سے عبرت کا حصول

فرمان باری تعالی ہے:﴿إن في خلق السموات والأرض واختلف الليل والنهار لآيات لأولي الألباب﴾[آل عمران: ۱۹۰]،(بیشک آسمان وزمین کے پیدا کرنے اور رات ودن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں)اور فرمان باری تعالی ہے: ﴿إن في اختلاف الليل والنهار وما خلق الله في السماوات والأرض لآيات لقوم يتقون﴾[یونس:٦]،(بیشک رات ودن کے آنے جانے اور اللہ کے آسمان وزمین کے پیدا کرنے میں متقی لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں)اور فرمان باری تعالی ہے: ﴿يقلب الليل والنهار إن في ذلك لعبرة لأولي الأبصار﴾[النور:٤٤](وہ رات ودن کو الٹ پھیر کرتا ہے'بیشک اس میں نظر والوں کے لئے عبرت ہے)۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالی نے کائنات میں موجود اپنی نشانیوں کی خبر دی ہے جو اس کے علم وقدرت اور حکمت ورحمت کی انتہا پر دلالت کرتی ہیں،انہیں نشانیوں میں سے رات ودن کا آنا جانا اور ان کا چھوٹا اور بڑا ہونا اور ان میں سردی وگرمی اور معتدل موسم کا آنا بھی ہے،یقیناًان سب میں زمین پر رہنے بسنے والوں کے لئے بہت سی عظیم مصلحتیں پنہا ہیں جو کہ اپنے بندوں پر اللہ کی رحمت کے مظہر ہیں، جسے صرف اچھی عقل اور چشم پر نور رکھنے والے ہی جانتے ہیں، صرف وہی لوگ رات دن سورج چاند کی تخلیق اور ماہ وسال اور شب وروز کے یکے بعد دیگرے آنے میں اللہ کی حکمت کا اعتراف کرتے ہیں۔

اللہ تعالی نے رات ودن کو اعمال کے مواقع اور عمر کے مراحل بنائے ہیں ایک کے جانے کے بعد اس کے پیچھے ہی دوسرا موسم آتا ہے تاکہ نیکیوں میں پیش رفت کرنے والوں کی ہمت بڑھے اور وہ فرماں برداری کے کاموں میں چست وپھرت رہیں، پس اگر کوئی رات میں عمل نہ کرسکے تو دن میں اس کی تلافی کرلے اور جس سے دن کی عبادت رہ جائے وہ رات میں اسے پالے،اسی بابت

فرمان باری تعالی ہے: ﴿وهو الذي جعل الليل والنهار خلفة لمن أراد أن يذكر أو أراد شكورا﴾ [الفرقان: ٦٢]۔

لہذا ایک مومن کو چاہئے کہ وہ شب وروز کی آمد ورفت سے عبرت حاصل کرے بایں طور کہ وہ ہر نئی چیز کو پرانی کر دیتے ہیں، ہر دور کو نزدیک کر دیتے ہیں اور عمر کو سمیٹ دیتے ہیں بچوں کو بوڑھا اور بڑوں کو موت کے آغوش میں پہونچا دیتے ہیں اور ہر گذرنے والا دن انسان کو دنیا سے دور اور آخرت سے قریب کرتا ہے۔

پس کامیاب ہے وہ شخص جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے' اپنے عمر کے ڈھل جانے کے سلسلے میں غور وفکر کرے' اپنے وقت کو دین یا دنیا کے مفید اور نفع بخش کاموں میں صرف کرے' جو اپنے نفس سے غافل ہو جائے گا اس کے اوقات ضائع ہو جائیں گے اور بہت خسارے میں ہوگا، اسے حسرت وندامت کا سامنا کرنا پڑے گا، ہم تفریط وتسویف سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

ان دنوں ہم اپنے اعمال پر شاہد ایک گذرے ہوئے سال کو الوداع کہہ کر آنے والے نئے سال کا استقبال کر رہے ہیں، لہذا ہمیں اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے چنانچہ جس نے واجبات میں کوتاہی کی ہے وہ توبہ کرے اور کوتاہیوں کی تلافی کرے اور جو اللہ اور اسکے رسول کے منع کردہ باتوں کا ارتکاب کرکے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہوا سے موت سے پہلے اس برائی کو چھوڑ دینا چاہئے اور جسے اللہ نے استقامت کی توفیق دی ہے وہ اس پر اللہ کی تعریف بیان کرے اور مرتے دم تک اسی حالت میں ثابت قدمی کی دعا کرے۔

یاد رہے کہ یہ محاسبہ صرف انہیں ایام کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ تو ہمہ وقت اور ہر گھڑی مطلوب ہے، یقینا جس نے بھی اپنے نفس کے محاسبہ کو لازم پکڑ لیا اس کے احوال درست ہو گئے اس کے اعمال صالح ہو گئے اور جو اس سے غافل ہو گیا اس کی حالت خراب ہو گئی اور اس کے اعمال فاسد ہو گئے۔

سب سے زیادہ افسوس اس وقت ہوتا ہے کہ سال کی شروعات میں بیشتر لوگ اپنے احوال کی درستگی کا عزم مصمم کرتے ہیں مگر دن اور مہینے یکے بعد دیگرے گذرتے جاتے ہیں، سال بھی ختم ہو جاتا ہے لیکن اس کی حالت میں کچھ بھی تبدیلی نہیں آتی، نہ وہ اچھائیوں میں پہل کرتا ہے اور نہ ہی برائیوں سے توبہ کرتا ہے، واقعی یہ ناکامی اور نامرادی ہی کی علامت ہے۔

اے اللہ ہمارے لئے اس سال کو قوت و نصرت اور برکتوں کا سبب بنا، اس میں فرماں برداری کے کاموں پر ہماری مدد فرما، ہمارے آخری اعمال کو ہمارے بہترین اعمال بنا، ہمارے عمر کے آخری حصے کو زندگی کا بہترین لمحہ بنا، اپنے ملاقات کے دن کو ہمارے لئے سب سے بہترین دن بنا، اے اللہ مسلمانوں کو اپنی اطاعت کے ذریعہ قوت عطا کر اور انہیں معصیت کے سبب ذلیل مت کرنا، اے اللہ تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

دنیا کی لالچ سے بچنے کی ترغیب

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: أخذ رسول الله ﷺ بمنكبي فقال: ((كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل)). وكان ابن عمر رضي الله عنهما يقول: ((إذا أمسيت فلا تنتظر الصباح، وإذا أصبحت فلا تنتظر المساء، وخذ من صحتك لمرضك، ومن حياتك لموتك)). أخرجه البخاري.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونو ں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:((دنیا میں اجنبی یا مسافر کی مانند رہو))۔اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ :((جب تم شام کرلو تو صبح ہونے کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرلو تو شام کا انتظار مت کرو اور اپنی صحت کے دنوں میں بیماری کے دنوں کی تیاری کرلو اور زندگی میں موت کی تیاری کرلو))۔اس کی تخریج امام بخاری نے کی ہے[1]۔

یہ حدیث اوقات کو غنیمت جاننے کے وجوب پر دلیل ہے،اس میں دنیا کی لالچ سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے،اور توبہ اور موت کی تیاری کا حکم بھی دیا گیا ہے،اور یہ حدیث آخرت کی تیاری پر ابھارنے اور دنیا کی رعنائیوں سے دھوکہ نہ کھانے کے بارے میں سب سے اہم حدیث ہے، بایں طور کہ دنیا فانی ہے انسان چاہے جتنی لمبی عمر پالے یہ صرف گذرگاہ ہے قیام کی جگہ نہیں اور ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے،یہی اصل حقیقت ہے ہم یہی نظام ہر دن اور رات دیکھتے ہیں اور ہر گھڑی ہر لمحہ محسوس بھی کرتے ہیں، لہذا جب انسان کو اپنے آخری دن اور موت کے وقت کا پتہ نہیں ہے تو اسے کوچ کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے،اور مسافر کی طرح زندگی بسر کرنی چاہئے،دنیا میں کھو جانا یا اسی کو اپنا دائمی ٹھکانا اور ہمیشہ یہیں رہنے کا تصور کرلینا درست نہیں،اس لئے ہم یہاں اتنا ہی تعلقات استوار کریں جس طرح ایک مسافر اپنے وطن سے دور دیار غیر میں رہ کر ہمیشہ اس راحت

---

(1)((صحیح بخاری))(٦٤١٦)۔

اور سکون سے الگ ہونے کی بابت سوچتا رہتا ہے، پس یہاں ہمیں اس مسافر کی طرح رہنا چاہئے جو دوران سفر اتنی تھوڑی چیزوں پر اکتفاء کرلیتا ہے جو اسے اسکی منزل اور ہدف تک پہونچادیں۔

یقیناً صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے اس نصیحت سے علمی اور عملی طور پر استفادہ کیا اور اس سے **درج ذیل تین عظیم وصیتیں اخذ کیں:**

پہلی وصیت: ((إذا أمسيت فلا تنتظر الصباح ، وإذا أصبحت فلا تنتظر المساء)). ترجمہ: "جب تم شام کرلو تو صبح ہونے کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرلو تو شام کا انتظار مت کرو"۔ جس کا معنی مومن کو اس زندگی میں تمناؤں کو مختصر کرنے پر ابھارنا ہے، اسے چاہئے کہ جب وہ شام کرلے تو صبح کا انتظار نہ کرے اور جب صبح کر ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرے بلکہ یہ سمجھے کہ اس سے پہلے اس کا وقت اختتام پذیر ہو جائے گا۔

دوسری وصیت: ((وخذ من صحتك لمرضك)) . ترجمہ: "اپنی صحت کے دنوں میں بیماری کے دنوں کی تیاری کرلو (یعنی تندرستی کے ایام کو غنیمت جانے)" ۔ جس کا معنی یہ ہے کہ مومن کو صحت اور سلامتی کے اوقات کو بھلائی اور فرماں برداری کے کام زیادہ سے زیادہ کرکے غنیمت جاننا چاہئے قبل اس کے کہ اس کے اور نیک اعمال کے بیچ بیماری آڑ آجائے[1] پھر وہ صیام وقیام اور دیگر اعمال سے بیماری، پریشانی یا کبر سنی کے سبب قاصر رہ جائے۔

تیسری وصیت : ((ومن حياتك لموتك)) ترجمہ: "اور زندگی میں موت کی تیاری کرلو"۔ جس کا معنی یہ ہے کہ مومن کو زندگی کے اوقات اور گھنٹوں کو زاد راہ جمع کرتے ہوئے غنیمت جاننا چاہئے اور کوتاہی کرنے سے بچنا چاہئے تاکہ موت آکر اس کے اور اعمال صالحہ کے مابین آڑ نہ بننے پائے۔

---

(1) السقم: فتح کے ساتھ: لمبی بیماری کے معنی میں ہے، اسے سین کے ضمہ کیساتھ سقم بھی پڑھنا جائز ہے۔المصباح المنیر (ص ۲۸۰)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((دو نعمتوں کے بارے میں اکثر لوگ گھاٹے میں ہوتے ہیں: صحت و تندرستی اور خالی وقت))[1]۔

لہذا نئے سال کے استقبال کے وقت ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اوقات کو غنیمت جانیں اور مشغولیت، بیماری یا موت کے ہمارے اور نیک اعمال کے مابین آڑ بن جانے سے پہلے نیک اعمال میں پہل کریں۔

اے اللہ ہمیں باقی عمر سے استفادہ کی توفیق دے، ہمیں زیادہ سے زیادہ بھلائی اور ثواب اکٹھا کرنے کی توفیق عطا کر، اے اللہ تو ہمارے دلوں کو تمناؤں کے خواب سے بیدار کردے، ہمیں کوچ کے قرب اور وقت کے مکمل ہونے کا شعور عطا کر، ہمارے دلوں کو ایمان پر ثابت رکھ ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے اور اے اللہ تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

([1])اس کی تخریج بخاری (٦٤١٢) نے کی ہے۔

اللہ کے مہینے محرم کی فضیلت

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول اللهﷺ: ((أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم، وأفضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل)). وفي رواية: ((الصلاة في جوف الليل)). أخرجه مسلم.

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:((رمضان کے بعد سب سے بہترین روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد سب سے بہترین نماز رات کی نماز ہے))۔اور ایک روایت میں ہے:((رات کے درمیان میں نماز پڑھنا))۔اس کی تخریج مسلم نے کی ہے[1]۔

یہ حدیث اللہ کے مہینے محرم کے روزوں کی فضیلت کي دلیل ہے،اور یہ کہ وہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ان میں روزوں کی فضیلت ان اوقات کی فضیلت اور ان میں اجر کے بڑے ہونے کے سبب ہے،کیونکہ روزہ اللہ کے نزدیک سب سے افضل اعمال میں سے ہے اور اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھنا دن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔اور "جوف اللیل" سے مراد:رات کا درمیانی حصہ ہے[2]۔

اللہ کا مہینہ محرم یہ وہی مہینہ ہے جس سے ہجری سال کی ابتدا ہوتی ہے جو قرآن کریم میں مذکور حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے،فرمان باری تعالی ہے:﴿إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السماوات والارض منها

---

[1] صحیح مسلم (١١٦٣)۔

[2] جب جوف اللیل مطلقا بولا جائے تو اس سے مراد درمیانی حصہ ہوتا ہے،اور اگر جوف اللیل الآخر کہا جائے تو اس سے مراد رات کے دوسرے حصہ کا درمیان یعنی رات کے چھ حصوں میں سے پانچواں سدس مراد ہوتا ہے،وہی نزول الٰہی کا وقت ہوتا ہے۔یہ حافظ ابن رجب کا قول ہے دیکھئے:جامع العلوم والحکم (ص ٥١٦)۔

أربعة حرم ذلك الدين القيم فلا تظلموا فيهن أنفسكم﴾[التوبة:٣٦](بیشک اللہ کے یہاں اللہ کی کتاب میں جس دن اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا، مہینوں کی تعداد ۱۲ ہے، جن میں سے چار تو حرمت والے ہیں، یہی مضبوط دین ہے، لہذا تم ان میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو)اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((...سال بارہ ماہ کا ہوتا ہے جن میں چار حرمت والے مہینے ہیں، تین لگاتار آتے ہیں: ذوالقعدہ، اور ذوالحجہ اور محرم اور قبیلہ مضر کا رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے))[1]۔

اس مہینے کی نسبت اللہ تعالی نے اپنی جانب شرف وعظمت کے سبب کی ہے اس کے علاوہ کسی اور ماہ کی نسبت اللہ تعالی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اور اس کا نام محرم اس کی حرمت کے تاکید کی بابت رکھا گیا ہے؛ اس لئے کہ عرب کے لوگ اس سلسلے میں ہیر پھیر کرتے ہوئے ایک سال اسے حلال کہتے تھے اور دوسرے سال حرام کہتے تھے۔

فرمان باری تعالی: ﴿فلا تظلموا فيهن أنفسكم﴾(چنانچہ ان میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو) کا مطلب: ان حرمت والے مہینوں میں، (اپنے آپ پر ظلم نہ کرو) کیونکہ ان میں برائیوں کا گناہ دوسرے دنوں کے مقابلے بڑھ جاتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ((اللہ تعالی نے ان دنوں میں برائیوں کے گناہ کو بڑھا دیا ہے اور نیک اعمال کے ثواب زیادہ کردیا ہے))[2]۔ قتادہ کہتے ہیں کہ: ((حرمت والے مہینوں میں ظلم کا گناہ دوسرے دنوں کے مقابلے زیادہ ہوتا ہے اگرچہ ظلم ہر حال میں بڑے گناہ کا باعث ہوتا ہے، کیونکہ اللہ جسے چاہے بڑا کرسکتا ہے))[3]۔

([1])اس کی تخریج بخاری(٤٦٦٢)، اور مسلم(١٦٧٩)، اور رجب کی نسبت مضر کی جانب اس لئے ہے کیونکہ وہ لوگ دوسروں کی بہ نسبت اس کی تعظیم پر جمے ہوئے تھے، اور جمادی اور شعبان کے درمیان کی صفت تاکید کے طور پر ہے۔ فتح الباری(٨ / ٣٢٥)۔

([2])اسے ابن جریر نے روایت کیا ہے(١٠ / ١٢٦)۔

([3])اسے ابن جریر(١٠ / ١٢٧) نے روایت کیا ہے۔

ظلم کی ایک صورت انسان کا اپنے نفس پر شرک یا واجب کو چھوڑ کر ظلم کرنا بھی ہے اسی طرح حرام کا ارتکاب کرنا، نماز میں کوتاہی اور جمعہ وجماعت سے پیچھے رہنا بھی ظلم ہے۔

اللہ تعالی نے ان قمری مہینوں کو لوگوں کے لئے ٹائم ٹیبل بنایا ہے؛ کیونکہ یہ ایسے محسوس کیے جانے والے علامات سے منسلک ہے جس کی ابتداء اور انتہاء ہر کوئی جانتا ہے، آج کل سب سے زیادہ جس بات پر افسوس ہوتا ہے وہ یہ کہ بیشتر مسلمانوں نے ہجری تاریخ کو چھوڑ کر نصاری کے اس تاریخ کو اپنا لیا ہے جو نہ مشروع چیز پر مبنی ہے اور نہ ہی معقول اور محسوس پر بلکہ وہ وہم وگمان پر مبنی ہے[1]۔

یقیناً یہ سراسر کمزوری، شکست خوردگی اور غیر مسلمانوں کی تابع داری کی دلیل ہے، جس کے نقصانات میں سے مسلمانوں اور نسل نو کو نصاری کی تاریخ سے جوڑ کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دینی شعائر اور عبادات سے مرتبط ہجری تاریخ سے دور کرنا ہے،[2] پس اللہ ہی پر ہمارا بھروسہ ہے!۔

حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ رمضان کے فرض روزوں کے بعد سب سے بہترین نفلی روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں، اس سے ظاہری طور پر پورے ماہ محرم کے روزے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور بعض علماء نے اسے ماہ محرم میں بکثرت روزے کی ترغیب پر محمول کیا ہے اور پورے ماہ کے روزہ رکھنے کو مراد نہیں لیا ہے۔

کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :((... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے کے مکمل روزہ رکھتے نہیں دیکھا، اور شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا))[3]۔

([1]) دیکھئے: الضياء اللامع من الخطب الجوامع از شیخ محمد العثیمین (۲ / ۷۰۲)۔

([2]) دیکھئے: التشبه المنهي عنه (ص۵۴۲)۔

([3]) اس کی تخریج امام مسلم (۱۱۵۶) (۱۷۵)۔

اے اللہ تو ہمیں مخالفت اور نافرمانی سے بچا سرکشی اور ذلت کے اسباب سے محفوظ رکھ ،اور ہمیں نیک اعمال کرنے اور اوقات کو فرماں برداری کے کاموں میں لگانے کی توفیق دے،اور اے اللہ تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

یوم عاشوراء کی تاریخی حیثیت

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((كان يوم عاشوراء تصومه قريش في الجاهلية، وكان رسول اللهﷺ يصومه في الجاهلية ، فلما قدم المدينة صامه، و أمر بصيامه، فلما فرض رمضان ترك يوم عاشوراء ، فمن شاء صامه، ومن شاء تركه)) أخرجه البخاري ومسلم.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ((زمانہ جاہلیت میں قریش کے لوگ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زمانہ جاہلیت میں اس دن روزہ رکھا کرتے تھے، پھر جب آپ ﷺ مدینہ آئے تب بھی روزہ رکھا اور اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا مگر جب رمضان کے روزے فرض کئے گئے تو عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا، پس جو چاہتا رکھتا اور جو چاہتا چھوڑتا)) اس کی تخریج بخاری و مسلم نے کی ہے[1]۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جاہلیت کے لوگوں میں بھی یوم عاشوراء معروف تھا اور وہ بھی اس دن روزے رکھا کرتے تھے، نبی ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور ہجرت سے پہلے تک اس دن روزہ رکھا کرتے تھے مگر لوگوں کو اس کے روزے کا حکم نہیں دیتے تھے، یہ زمانہ جاہلیت میں نبی ﷺ کی بعثت سے قبل عربوں کے یہاں اس دن کی عظمت و تقدس پر دلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ اسی دن خانہ کعبہ کو ڈھاکا کرتے تھے، جیساکہ حضرت عائشہ سے مروی حدیث میں ہے وہ کہتی ہیں کہ: ((وہ لوگ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے اور اسی دن کعبہ کو ڈھاکا بھی جاتا تھا...))[2]، امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: ((حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس دن کے روزہ کی مشروعیت اور قدر و منزلت ان کے یہاں معروف تھی اور شاید وہ اس کے روزے کے بارے میں ابراہیم واسماعیل علیہما

([1]) صحیح بخاری (۲۰۰۲)، مسلم (۱۱۲۵)۔

([2]) اس کی تخریج امام بخاری (۱۹۵۲) نے کی ہے۔

السلام کے شریعت کو دلیل مانتے تھے کیونکہ وہ اپنی نسبت بھی ان کی طرف کیا کرتے تھے اسی طرح حج وغیرہ کے بہت سے احکام ان سے ہی لیتے تھے...))[1]۔

تمام احادیث کو جمع کرتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عاشوراء کے دن کا روزہ نبی ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد پہلے پہل واجب تھا- یہی اہل علم کے دو اقوال[2] میں سے صحیح قول ہے-؛ کیونکہ اس کے سلسلے میں آپ ﷺ کا حکم دینا ثابت ہے، اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ((نبی ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جا کر وہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ جس نے کچھ کھا لیا ہے وہ دن کا باقی حصہ روزہ رکھے، اور جس نے کچھ نہیں کھایا ہے وہ روزہ رہے کیونکہ آج عاشوراء کا دن ہے))[3]۔

جب سنہ ۲ ہجری میں رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کے روزے کی فرضیت ختم ہو گئی اور صرف استحباب باقی رہا، عاشوراء کے روزے کا حکم صرف سنہ ۲/ ہجری کی ابتداء میں ایک ہی سال دیا گیا تھا جس کی شروعات میں عاشوراء کے روزے کی فرضیت ہوئی تھی اور پھر اسی سال کا آدھا حصہ گذرتے ہی رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے، آپ ﷺ نے سنہ ۱۰/ ہجری میں اپنے عمر کے آخری لمحے میں یہ ارادہ کیا تھا کہ آپ ﷺ صرف تنہا عاشوراء کا روزہ نہیں رکھیں گے بلکہ اس سے پہلے نویں ذوالحجہ کو بھی روزہ رکھیں گے، جیسا کہ آئندہ سطور میں ذکر کیا جائے گا- ان شاء اللہ- جو کہ اہل کتاب کے روزے کی کیفیت سے مخالفت کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔

([1]) المفہم (۳/ ۱۹۰)۔

([2]) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۵/ ۳۱۱)۔

([3]) اس کی تخریج امام بخاری (۲۰۰۷)، اور مسلم (۱۱۳۵) نے تخریج کی ہے، بخاری (۱۹۶۰)، اور مسلم (۱۱۳۶) کے یہاں ربیع بنت معوذ کی حدیث اس کی شاہد بھی ہے، اسی طرح امام احمد وغیرہ کے یہاں اس دیگر شواہد بھی ہیں۔

اے ہمارے رب تجھے نہ نافرمانی سے نقصان ہوتا ہے اور نہ ہی فرمانبرداری سے فائدہ ،ہمیں توبہ اور رجوع کی توفیق دے، ہمارے ساتھ مغفرت کا معاملہ فرما، ہمارے اوپر اپنے فضل و احسان کی نوازش فرما،اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جنھوں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تو ان کے لئے کافی ہو گیا، انہوں نے تجھ سے ہدایت طلب کیا اور تو نے انہیں ہدایت دی، تجھ سے مدد طلب کیا اور تو نے ان کی مدد فرمائی، تجھ سے گڑگڑائے اور تو نے ان پر رحم کیا اور اے اللہ تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

یوم عاشوراء کے روزے کی ترغیب

عن أبي قتادةﷺ أن رسول اللهﷺ سئل عن صوم يوم عاشوراء، فقال: ((يكفر السنة الماضية)) وفي رواية: ((... وصيام يوم عاشوراء أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله)) أخرجه مسلم.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ سے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((گذشتہ سال کے گناہوں کے معافی کا ذریعہ ہے)) اور ایک روایت میں ہے کہ: ((...اور عاشوراء کے روزوں کے بارے میں مجھے اللہ تعالی سے امید ہے کہ وہ گذشتہ ایک سالہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہوں گے))۔اس کی تخریج مسلم نے کی ہے[1]۔

یہ حدیث یوم عاشوراء یعنی محرم کے دسویں دن کے روزے کی فضیلت پر دلیل ہے،اس کا روزہ گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ان سے یوم عاشوراء کے روزے سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ((مجھے کوئی ایسا دن معلوم نہیں جس میں رسول اللہﷺ دوسرے دنوں کی بہ نسبت اُس کی اہمیت کے پیش نظر اُس کا روزہ رکھتے ہوں، سوائے اس دن (عاشوراء) کے اور اس ماہ یعنی رمضان کے))[2]۔

لہذا ایک مسلمان کو اس دن کا روزہ رکھنا چاہئے اگرچہ یہ جمعہ یا سنیچر کے دن ہی کیوں نہ پڑے کیونکہ اسے تو عاشوراء کی وجہ سے رکھنا ہے،اسی طرح اسکی فضیلت کے پیش نظر اور سنت نبوی ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اس کے روزہ کیلئے اپنے اہل واولاد کو بھی حکم دینا چاہئے۔

([1]) صحیح مسلم (١١٦٢)(١٩٦)(١٩٧)۔

([2]) اس کی تخریج بخاری (٢٠٠٦)،اور مسلم (١١٣٢)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :((رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشوراء کے دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس پر ابھارتے اور اس کو لازم پکڑنے کی تاکید بھی کرتے...))[1]۔

روزہ اللہ تعالی کے نزدیک افضل ترین اعمال میں سے ہے، اور نفلی روزے پر مرتب اجر کے علاوہ اس کا یہ بھی فائدہ ہے کہ یہ بھی دیگر نفلی عبادتوں کی طرح فرائض کی ادائیگی میں واقع نقص یا کوتاہی کی تلافی کرتے ہیں، اسی بارے میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی شان میں فرمایا:((رب تبارک و تعالی فرماتے ہیں: دیکھو کیا میرے بندے کے کچھ نفلی عبادات بھی ہیں؟ پھر اس سے فرض کی کمیوں تو پورا کیا جائے گا، پھر اسی طرح تمام اعمال کا معاملہ ہو گا))[2]۔

اسی طرح نفلی روزہ ایک مسلمان کو اللہ کے قرب کے درجات اور اس کے محبت کے حصول پر معاون ہوتی ہیں، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے:((بندہ سب سے زیادہ میرا اقرب فرائض کے ذریعہ حاصل کرتا ہے اور بندہ لگاتار میرا اقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں...))[3]۔

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہر وہ نص جن میں بعض اعمال صالحہ کے گناہوں کی معافی کا سبب ہونے کی بات کہی گئی ہے جیسے: وضو ،رمضان کے روزے، عرفہ اور عاشوراء کے روزے وغیرہ تو ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ جب پانچوں نمازیں جمعہ اور

([1])اس کی تخریج مسلم (۱۱۲۸) نے کی ہے۔

([2])اس کی تخریج ابو داود (۸۶۴)، اور ترمذی (۴۱۳) اور نسائی (۱ / ۲۳۲)، اور ابن ماجہ (۱۴۲۵)، اور احمد (۱۳/ ۲۷۸) نے ابوہریرہ کے واسطے کئی طریق سے تخریج کی ہے، اس کی روایت اور مرفوع اور موقوف دونوں طرح سے کی گئی ہے، اس طرح کی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی، اور اس کے متعدد طرق ایک دوسرے کو تقویت پہونچاتے ہیں، تو یہ روایت حسن کے قبیل اے ہو گی۔ اس کی تخریج اور اس کا معنی دیکھنے کیلئے مراجعہ کریں: عارضہ الاحوذی (۲ / ۲۰۷)، اور فتح الباری از ابن رجب (۳ / ۲۷۶)، اور تحفہ الاحوذی (۲ / ۴۶۳) جامع الترمذی پر شیخ احمد شاکر کی تعلیق (۲ / ۲۶۹)، اور فضل الرحیم الودود (۹ / ۴۴۴)۔

([3])اسے امام بخاری (۶۵۰۲) نے روایت کی ہے۔

رمضان کے روزے جیسی عظیم عبادتیں کبیرہ گناہوں کو نہیں مٹا سکتیں-جیسا کہ سنت میں ثابت ہے-توان سے چھوٹے اعمال کیوں کر بڑے گناہوں کو مٹا سکتے ہیں؟!۔

اسی لئے جمہور علماء کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ جیسے سود، زناکاری، جادو وغیرہ نیک اعمال سے نہیں مٹائے جا سکتے ان کے لئے صرف توبہ کرنا ہوگا یا جن پر حد متعین ہے اس کے کرنے والے پر حد نافذ کیا جائے گا[1]۔

اے نیک کاروں کی اصلاح کرنے والے ہمارے دلوں کی خرابیاں درست کردے اور ہمارے عیوب کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کر، ہمارے لئے ایمان کو محبوب بنادے، اسے ہمارے دلوں میں خوبصورت بنادے، ہمارے نزدیک کفر فسق اور نافرمانیوں کو ناپسندیدہ بنادے، اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا اور اے اللہ تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

([1]) دیکھئے: (ص۱٦)۔

یوم عاشوراء کے روزوں کی حکمت

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قدم رسول اللهﷺ المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء، فسئلوا عن ذلك، فقالوا: هذا اليوم الذي أظهر الله فيه موسى وبني إسرائيل على فرعون،فنحن نصومه تعظيما له، فقال رسول اللهﷺ: ((نحن أولى بموسى منكم، فأمر بصيامه)). أخرجه البخاري ومسلم، وفي رواية لمسلم: ((فصامه موسى شكرا، فنحن نصومه ...)).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ مدینہ آئے تو وہاں یہودیوں کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے پایا، لہذا ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے کہا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا کیا تھا، لہذا ہم اس کی تعظیم کے طور پر روزے رکھتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((ہم موسی علیہ السلام کے تمہاری بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں، اور آپ ﷺ نے ان کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا))۔اس کی تخریج بخاری اور مسلم نے کی ہے، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ((موسی علیہ السلام نے اس دن شکرانے کے طور پر روزہ رکھا تھا، لہذا ہم بھی اس کا روزہ رکھتے ہیں...))[1]۔

اس حدیث میں یوم عاشوراء کے روزے کی مشروعیت کی عظیم حکمت کا بیان ہے، جو کہ موسی علیہ السلام اور بنو اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اس کے لشکر کے غرقاب ہونے پر اللہ کے شکر کے طور پر اس دن کی تعظیم ہے، اسی لئے موسی نے اس دن کا روزہ اللہ کے شکر کے طور پر رکھا تھا، یہود بھی اسی لئے اس کا روزہ رکھتے تھے، اور امت محمدیہ تو یہود کی بہ نسبت موسی کے اقتداء کی زیادہ حقدار ہے، لہذا جب موسی علیہ السلام نے اس دن شکرانے کے طور پر روزہ رکھا تھا تو ہم بھی اس دن اسی طرح روزہ رکھیں گے، اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((ہم تمہاری بہ نسبت موسی علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں))، اور ایک روایت میں ہے کہ: ((میں موسی علیہ السلام کا تم سے زیادہ حقدار ہوں))، یعنی ہم تمہاری بہ نسبت موسی علیہ السلام کی اتباع کے زیادہ قریب اور حق رکھنے والے ہیں

---

(1) صحیح بخاری (۳۹۴۳)، اور مسلم (۱۱۳۰)(۱۲۷)(۱۲۸)۔

کیونکہ ہم دین کے اصول میں بھی ان کے موافق ہیں اور ہم ان کے کتاب کی تصدیق بھی کرتے ہیں، اور تم تو تغییر و تحریف کرتے ہوئے ان کے مخالف ہو، اور رسول ﷺ ان کی بہ نسبت حق کے زیادہ اتباع اور فرماں برداری کرنے والے ہیں، اسی لئے آپ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا، اور اس کی عظمت کو باقی رکھتے ہوئے اور اس کی تاکید کرتے ہوئے اس کے روزے کا حکم بھی فرمایا۔

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ: عاشوراء کا دن یہود کے یہاں عظمت والا تھا، جس میں وہ عید منایا کرتے تھے، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((تم بھی روزے رکھو)) اور ایک روایت میں ہے: ((اہل خیبر عاشوراء کے روز روزہ رکھتے تھے اور اس دن کو وہ عید مناتے تھے، اور اپنی عورتوں کو زیورات وغیرہ پہنایا کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((تم اس دن روزہ رکھو))))[1]۔

اس سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے روزہ کی حکمت یہود کی مخالفت ہے، وہ اس طرح کہ ہم اس دن کو عید نہ منائیں، صرف اور صرف روزہ پر اکتفاء کریں، کیونکہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا، یہ بھی عاشوراء کے روزے میں یہود کے مخالفت کی ایک صورت ہے، اور ان شاءاللہ نویں دن کا روزہ رکھ کر مخالفت کی دوسری صورت بھی بیان کی جائے گی۔

اس دن کے سلسلے میں دو گروہ گمراہی کا شکار ہوئے:

ایک گروہ وہ جنھوں نے یہود کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے، عاشوراء کو موسم عید بنالیا، موسی علیہ السلام اور ان کے قوم کی نجات پر خوشی اور سرور کا اظہار کرنے لگے، لہذا وہ اس دن خوشی کے کام: جیسے خضاب اور سرمے کا استعمال کرتے ہیں، اہل خانہ پر خوب خرچ کرتے ہیں، خصوصی پکوان پکاتے ہیں، اسی طرح دیگر جاہلانہ اعمال انجام دیتے ہیں، یعنی انہوں نے فاسد کا مقابلہ فاسد سے اور بدعت کا بدعت سے کیا ہے۔

([1]) اسے بخاری (۲۰۰۵) اور مسلم (۱۱۳۱)(۱۲۹)(۱۳۰) نے روایت کیا ہے۔

دوسری وہ گروہ جنہوں نے عاشوراء کو غم وماتم اور نوحہ کا دن بنالیا ہے؛ کیونکہ اس دن حسین بن علی رضی اللہ عنہما شہید کیئے گئے تھے، چنانچہ وہ اس دن جاہلیت والے اعمال جیسے: گالوں پر طمانچے مارنا، گریبان چاک کرنا اور مرثیہ خوانی کرنا اسی طرح جھوٹے ومن گھڑت قصے بیان کرنا وغیرہ جس کا مقصد فتنے کا دروازہ کھولنا اور امت میں پھوٹ ڈالنا ہوتا ہے، یہ ان لوگوں کا عمل ہے جن کی کوششیں دنیاوی زندگی میں ہی ضائع ہو گئیں، اور وہ اس گمان میں ہیں کہ وہ اچھے کارنامے انجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالی نے اہل سنت کو ہدایت نصیب فرمائی لہذا انہوں نے وہ کام انجام دیئے جن کا حکم انہیں ان کے نبی ﷺ نے دیا ہے، وہ یہودیوں کی مخالفت کا خیال رکھ کر روزہ رکھتے ہیں، اور جو بدعتیں شیطان نے مزین کی ہیں ان سے بچتے ہیں، یہ سب اللہ ہی کا احسان ہے اور اسی کی تعریف کرنی چاہیئے۔

اے اللہ ہمیں ہمارے دین کی سمجھ عطا کر، ہمیں اس پر عمل اور استقامت کی توفیق عطا فرما، ہمارے لئے آسانی کو آسان کردے، ہمیں پریشانی سے بچا، ہمارے تمام معاملات کو درست فرما دے، اور اے اللہ تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔

دسویں کے ساتھ نویں دن کا روزہ بھی مستحب ہے

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول اللهﷺ لما صام يوم عاشوراء و أمر بصيامه قالوا: يارسول الله ، إنه يوم تعظمه اليهود والنصارى، فقال رسول الله ﷺ: ((فإذا كان العام المقبل -إن شاء الله- صمنا اليوم التاسع))، قال: فلم يأت العام المقبل حتى توفي رسول اللهﷺ. أخرجه مسلم ، و في رواية له: ((لئن بقيت إلى قابل لأصومن التاسع)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے جب عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا، تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول اس دن کی تو یہود و نصاری تعظیم کرتے ہیں، تو اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا: ((جب آئندہ سال ہوگا تب ہم ان شاء اللہ نویں دن کا بھی روزہ رکھیں گے))، کہتے ہیں کہ پھر آئندہ سال کی آمد سے قبل ہی اللہ کے رسولﷺ فوت ہوگئے۔ اسے امام مسلم نے تخریج کی ہے، اور انہیں کی ایک روایت میں ہے: ((اگر میں آئندہ سال تک رہا تو نویں کا بھی روزہ ضرور رکھوں گا))[1]۔

یہ حدیث اس بابت دلیل ہے کہ جو عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہے اس کے لئے اس سے ایک دن پہلے یعنی نویں دن کا روزہ رکھ لینا بھی مستحب ہے، نویں دن کا روزہ رکھنا مسنون ہے اگرچہ نبی نے اسے نہیں رکھا ہے، کیونکہ آپ نے اس کا ارادہ کیا تھا، اور اللہ اعلم اس کا مقصد دسویں کے ساتھ ایک دن اور جوڑنا ہے، تاکہ آپ کا طریقہ اہل کتاب کے مخالف ہوسکے کیونکہ وہ تو صرف اور صرف دسویں دن کا ہی روزہ رکھتے تھے، بعض روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک موقوف صحیح روایت بھی وارد ہے کہ: ((تم نو اور دس کو روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو))[2]۔

---

[1] صحیح مسلم (۱۱۳۴)۔

[2] اس کی تخریج عبدالرزاق (۴/ ۲۸۷)، اور طحاوی نے شرح معانی الآثار (۲/ ۷۸)، اور بیہقی (۴/ ۲۷۸) نے ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

اس میں اس بات پر واضح دلیل ہے کہ ایک مسلمان کو کفار اور اہل کتاب سے مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے؛ کیونکہ ان کی مشابہت سے دوری اختیار کرنے میں عظیم ترین مصلحتیں اور بے شمار فوائد پوشیدہ ہیں، انہیں میں سے ان سے محبت اور ان کے جانب مائل کرنے والے راستے کو کاٹنا اور براءت کے معنی کی تحقیق اور اللہ کے لئے ان سے نفرت کا معنی بھی ہے، اسی طرح ایسا کرنے سے مسلمانوں کا استقلال اور تمیز بھی باقی رہتا ہے۔

اہل علم نے اجمالی طور روز عاشوراء کے روزوں کے چار مراتب (درجات) ذکر کئے ہیں:

پہلا درجہ (گریڈ): تین دن کا روزہ: نو دس اور گیارہ اسی پر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: ((تم یہود کی مخالفت کرو اور اس کے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد میں روزے رکھو))[1]، بھی دلالت کرتی ہے، لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، بس یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسا کرنا ماہ محرم میں ہونے کے سبب عاشوراء کے روزے پر اضافی ثواب کے طور پر ہوگا، کیونکہ ماہ محرم میں روزے پر ابھارا گیا ہے، اسی طرح ایسا کرنے سے ہر ماہ تین روزے کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا، اور امام احمد سے ان کا قول منقول ہے کہ: "جو عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہے وہ نو اور دس کا روزہ رکھے اگر مہینہ کے دخول میں شبہ ہو جائے تو تین دن روزے رکھے، یہی ابن سیرین کا کہنا ہے"[2]۔

دوسرا درجہ (گریڈ): نویں اور دسویں کا روزہ رکھنا، اسی پر اکثر احادیث دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ ان کی جانب اشارہ کیا جاچکا ہے۔

تیسرا درجہ (گریڈ): نویں اور دسویں یا دسویں اور گیارہویں کا روزہ رکھنا، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث سے استدلال کیا گیا ہے، جس میں ہے کہ: ((تم یوم عاشوراء کا

([1]) اس کی تخریج امام بیہقی (۴/ ۲۸۷) نے کی ہے جو آئندہ حدیث کی ایک روایت ہے۔

([2]) المغنی (۴/ ۴۴۱)، اقتضاء الصراط المستقیم (۱/ ۴۱۹)۔

روزہ رکھواور اس میں یہود کی مخالفت کرو، تم اس سے پہلے یا اس کے بعد بھی ایک روزہ رکھ لو)) یہ ضعیف حدیث ہے[1]۔

چوتھا درجہ (گریڈ): صرف دسویں دن کا ہی روزہ رکھنا، بعض اہل علم اسے مکروہ مانتے ہیں، کیونکہ اس سے اہل کتاب کی مشابہت لازم آتی ہے، یہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور قول ہے، یہی امام احمد اور بعض احناف کا بھی مذہب ہے۔

جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ وہ فضیلت والے دنوں میں سے ہے، لہذا اس کا روزہ رکھ کر ثواب کمانا مستحب ہوگا، مگر زیادہ بہتر یہی بات ہے کہ جو اس کے ساتھ دوسرے دن بھی روزہ رکھ سکے اس کے حق میں ایسا کرنا مکروہ ہوگا، لیکن اس سے صرف اس دن کے روزہ رکھنے والے کے ثواب کی نفی نہیں ہوتی، ان شاء اللہ اسے بھی ثواب ملے گا۔

اے اللہ تو ہمیں ان اعمال کی توفیق دے جن سے تو راضی ہوتا ہے، اور ہمیں اپنی نافرمانی کے کاموں سے بچا، ہمیں تو اپنے نیک بندوں اور کامیاب جماعت میں شامل کر، ہمیں معاف

([1])اس کی تخریج امام احمد (۴/ ۵۲)، ابن خزیمہ (۳/ ۲۹۰)(۲۰۹۵)، طحاوی نے شرح معانی الاثار (۲/ ۷۸)، بیہقی (۴/ ۲۸۷) نے متعدد طرق سے محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی سے انہوں نے داود بن علی سے امہوں نے اپنے والد انہوں نے اپنے دادا ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا ہے، اور یہ اسناد ضعیف ہے، اس کا مرفوع ہونا درج ذیل وجوہات کے سبب صحیح نہیں ہے:

۱- محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی بہت زیادہ سیئ الحفظ ہیں، جیسا کہ کہ حافظ نے التقریب میں کہا ہے۔

۲-داود بن علی بن عبداللہ بن عباس الہاشمی کا ذکر ابن حبان نے الثقات (۶/ ۲۸۱) میں کرتے ہوئے یخطئ کہا ہے، اور حافظ نے تقریب میں مقبـــــول کہا ہے، یعنی متابعت کی صورت میں ورنہ لین الحدیث، ان کی کتب ستہ میں ترمذی میں (۳۴۱۹) ایک حدیث کے علاوہ کوئی حدیث ہی نہیں ہے، اور شاید امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (۵/ ۴۴۴) اس قول کا خلاصہ کرتے ہوئے ہی لکھا ہے کہ: وہ حجت نہیں ہے، اہل نقد نے ان کی حکومت کے سبب ان تضعیف پر زور نہیں دیا ہے)۔

۳-رفع کی علت، یہ بات گذر چکی ہے کہ یہ ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس والی طریق سے موقوفا مروی ہے، جس کے رجال مرفوع طریق کے مقابلے زیادہ ثقہ اور زیادہ حافظ ہیں، اور شاید داود بن علی کے بارے میں ابن حبان کے کلام میں اسی جانب اشارہ ہے، موقوف روایت کی تائید امام شافعی کی اپنی مسند (۱/ ۲۷۲ ترتیب) میں سفیان بن عیینہ، عن عبیداللہ بن ابی یزید، عن ابن عباس تخریج کردہ موقوف روایت سے بھی ہوتی ہے، اس کی اسناد صحیح ہے۔

فرمادے، ہمارے توبہ کو قبول فرمااور اے اللہ تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔

□□□

محتویات

عرض مترجم.....................................(۰۲)
دنوں اورسالوں کے گذرنے سے عبرت کا حصول..................(۰۳)
دنیا کی لالچ سے بچنے کی ترغیب.........................(۰۶)
اللہ کے مہینے محرم کی فضیلت..........................(۰۹)
یوم عاشوراء کی تاریخی حیثیت..........................(۱۳)
یوم عاشوراء کے روزے کی ترغیب.........................(۱۶)
یوم عاشوراء کے روزوں کی حکمت.........................(۱۹)
دسویں کے ساتھ نویں دن کا روزہ بھی مستحب ہے...............(۲۲)
محتویات...(۲۶)

❀❀❀

اردو/ ہندی زبان جاننے والے بھائیوں کے لئے خوش خبری!

ماہ محرم اور یوم عاشوراء سے متعلق اہم أحکام کی معرفت کا بہترین موقع

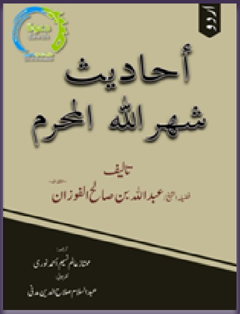

جمعية الدعوة والإرشـــــاد

و توعية الجاليات في صبيح - بمنطقة القصيم

تدعو الإخوة الناطقين باللغة الأردية/الهندية

للمشاركة في:

المسابقة الالكترونية ٨

عبر مجموعة تطبيق واتساب

آلية المسابقة:

١-الكتاب المقرر في المسابقة هو الترجمة الأردية لكتاب: أحاديث شهر الله المحرم لفضيلة الشيخ عبدالله صالح الفوزان -حفظه الله- (توجد نسخة صوتية للكتاب على قناة الجمعية بيوتوب).

٢- سيتم إرفاق نموذج المسابقة مع هذا الإعلان يجيب المشارك على الأسئلة عبر النموذج المرفق خلال فترة المسابقة. علما بأن آخر موعد لاستلام إجابة المشاركين الساعة السابعة والنصف مساء يوم الخميس ٠٨/ محرم / ١٤٤٢هـ علما بأنه لا توجد الأولية إلا بصحة الإجابات.

٣-سيتم تكريم الخمس الأوائل بشهادات تفوق و جوائز نقدية. كما سيحصل الحاصلون على ٦٠٪ فما فوق على شهادات مشاركة فقط.

المركز	الجائزة
الأول	٢٥٠ ريال
الثاني	٢٠٠ ريال
الثالث	١٥٠ ريال
الرابع	١٠٠ ريال
الخامس	٥٠ ريال

نرجو حث مكفوليكم للمشاركة والاستفادة

للمساهمة في أنشطة الجمعية: SA59 80000 468608010140007

كما يمكنكم
إرسال ١٣٤٠ إلى ٥١٥٠
من جوالكم...للمساهمة في أنشطة الجمعية
بـ ١٢ ريال فقط شهريا.

للتواصل والاستفسار: 0505500694

لمتابعة أنشطة الجمعية
@subaihdawah

للتواصل والاستفسار:

0505500694

للمساهمة في أنشطة الجمعية:

الحساب العام لدى مصرف الراجحي:

SA59 80000 468608010140007

نرجو إشعارنا بعد التحويل برسالة و اتساب